بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی

جماعت احمدیہ

جرمنی کا ترجمان

نگران: مبارک احمد تنویر، انچارج شعبہ تصنیف مدیر: حامد اقبال

جلد نمبر 20 شمارہ نمبر 07۔ماہ تبوک 1394 ہجری شمسی بمطابق ستمبر 2015ء

قرآن کریم

اِنَّنِیۡۤ اَنَا اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّاۤ اَنَا فَاعۡبُدۡنِیۡ ۙ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ

(طٰہٰ:۱۵)

ترجمہ: ’’یقیناً میں ہی اللہ ہوں۔میرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔پس میری عبادت کر اور میرے ذکر کے لئے نماز کو قائم کر۔‘‘

(ترجمہ از حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

حدیث مبارکہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے

’’بھلا بتاؤ تو سہی کہ اگر تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے پاس ندی ہو جس میں وہ ہر روز پانچ دفعہ نہائے تمہارا کیا خیال ہے یہ (نہانا) اسکی کچھ میل باقی رہنے دے گا؟ انہوں نے جواب دیا کہ کوئی میل بھی نہیں رہنے دے گا۔آپؐ نے فرمایا۔یہ پانچوں نمازوں کی مثال ہے۔اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے‘‘

(بخاری۔کتاب مواقیت الصلوة باب الصلوات الخمس کفارة...)

اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

’’نماز سے بڑھ کر اور کوئی وظیفہ نہیں ہے۔کیونکہ اس میں حمد الٰہی ہے۔استغفار ہے اور درود شریف۔تمام وظائف اور اَوراد کا مجموعہ یہی نماز ہے اور اس سے ہر قسم کے غم وہم دُور ہوتے ہیں اور مشکلات حل ہوتی ہیں۔

آنحضرت ﷺ کو اگر ذرا بھی غم پہنچتا تو آپؐ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور اسی لئے فرمایا ہے اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ۔اطمینان وسکینتِ قلب کے لئے نماز سے بڑھ کر اَور کوئی ذریعہ نہیں۔لوگوں نے قسم قسم کے وِرد اور وظیفے اپنی طرف سے بنا کر لوگوں کو گمراہی میں ڈال رکھا ہے اور ایک نئی شریعت آنحضرت ﷺ کی شریعت کے مقابلہ میں بنا دی ہوئی ہے۔مجھ پر تو الزام لگایا جاتا ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں اور حیرت سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے خود شریعت بنائی ہے اور نبی بنے ہوئے ہیں اور دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ان وظائف اور اَوراد میں دنیا کو ایسا ڈالا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو بھی چھوڑ بیٹھے ہیں۔بعض لوگ دیکھے جاتے ہیں کہ اپنے معمول اور اَوراد میں ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ نمازوں کا بھی لحاظ نہیں رکھتے۔میں نے مولوی صاحب سے سنا ہے کہ بعض گدی نشین شاکت مت والوں کے منتر اپنے وظیفوں میں پڑھتے ہیں۔میرے نزدیک سب وظیفوں سے بہتر وظیفہ نماز ہی ہے۔نماز ہی کو سنوار سنوار کر پڑھنا چاہئے اور سمجھ سمجھ کر پڑھو اور مسنون دعاؤں کے بعد اپنے لئے اپنی زبان میں بھی دعائیں کرو اس سے تمہیں اطمینان قلب حاصل ہوگا اور سب مشکلات خدا تعالیٰ چاہے گا تو اسی سے حل ہو جائیں گی۔نماز یاد الٰہی کا ذریعہ ہے۔اس لئے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ۔(طٰہٰ:۱۵)‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 310، 311۔ایڈیشن 2003۔انڈیا)

’’یاد رکھو انسان کے اندر ایک بڑا چشمہ لذّت کا ہے جب کوئی گناہ اس سے سرزد ہوتا ہے تو وہ چشمہ لذّت مکدّر ہو جاتا ہے اور پھر لذت نہیں رہتی۔مثلاً جب ناحق گالی دے دیتا ہے یا ادنیٰ ادنیٰ سی بات پر بد مزاج ہو کر بدزبانی کرتا ہے تو پھر ذوق نماز جاتا رہتا ہے۔اخلاقی قویٰ کو لذت میں بہت بڑا دخل ہے۔جب انسانی قویٰ میں فرق آئے گا تو اس کے ساتھ ہی لذت میں بھی فرق آ جاوئے گا۔پس جب کبھی ایسی حالت ہو کہ انس اور ذوق جو نماز میں آتا تھا وہ جاتا رہا ہے تو چاہئیے کہ تھک نہ جاوے اور بے حوصلہ ہو کر ہمت نہ ہارے بلکہ بڑی مستعدی کے ساتھ اس گمشدہ متاع کو حاصل کرنے کی فکر کرے اور اس کا علاج ہے۔توبہ، استغفار، تضرع۔بے ذوقی سے ترک نماز نہ کرے بلکہ نماز کی اَور کثرت کرے۔جیسے ایک نشہ باز کو جب نشہ نہیں آتا تو وہ نشہ کو چھوڑ نہیں دیتا بلکہ جام پر جام پیتا جاتا ہے یہانتک کہ آخر اس کو لذت اور سرور آ جاتا ہے پس جس کو نماز میں بے ذوقی پیدا ہو اس کو کثرت کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئیے اور تھکنا مناسب نہیں آخر اسی بے ذوقی میں ایک ذوق پیدا ہو جاویگا‘‘۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 310۔ایڈیشن 2003۔انڈیا)

مشعلِ راہ

ایمان کی جڑ کی مضبوطی کے ساتھ اعمال صالحہ کی سرسبز شاخیں ہونا بھی ضروری ہیں

حضرت خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللّٰہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرماتے ہیں:

’’نرے ایمان کے دعوے اور اظہار اور اس کی جڑ کی مضبوطی کا اعلان کسی کام کا نہیں جب تک اعمال صالحہ کی سرسبز شاخیں اور پھل خوبصورتی نہ دکھا رہی ہوں اور فیض نہ پہنچا رہی ہوں۔ اور جب یہ خوبصورتی اور فیض رسانی ہو تو پھر دنیا بھی متوجہ ہوتی ہے اور اس کے گرد جمع بھی ہوتی ہے اور ان کی حفاظت کے لئے پھر کوشش بھی کرتی ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان کو صرف ایمان میں مضبوطی کا نہیں کہا بلکہ تقریباً ہر جگہ جہاں ایمان کا ذکر آیا ہے ایمان کو اعمال صالحہ کے ساتھ جوڑ کر مشروط کیا اور یہ حالت پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء بھی بھیجتا ہے۔ یہ حالت مومنوں میں اس وقت پیدا ہوتی ہے جب زمانے کے نبی کے ساتھ تعلق بھی پیدا ہو۔۔۔

آج ان صحیح اعمال کی تصویر پیش کرنا ہر احمدی کا کام ہے جس نے زمانے کے امام اور نبی کو مانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت ہی وہ خدا تعالیٰ کا لگایا ہوا درخت ہے جس کی جڑیں مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز، خوبصورت اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ہمیں حقیقی اسلام کی تعلیم سے آشنا کیا ہے۔ ہمیں آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر چلنے کی طرف ترغیب دلائی، زور دیا، توجہ دلائی، اس کی اہمیت واضح کی۔

پس یہ جماعت احمدیہ ہی ہے جس کی جڑیں بھی مضبوط ہیں اور شاخیں بھی سرسبز و خوبصورت ہیں اور پھلدار ہیں جو دنیا کو اپنی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کو دیکھ کر دنیا کے ہر خطے میں بسنے والے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ کون سا اسلام ہے جو تم پیش کرتے ہو۔ بے شمار واقعات اب ایسے سامنے آتے ہیں کہ حقیقی اسلام کی خوبصورتی دیکھ کر لوگ حیرت زدہ رہ جاتے ہیں۔

افریقہ میں ایک جگہ ایک مسجد کا افتتاح ہو رہا تھا۔ وہاں کے چیف عیسائی تھے ان کو بھی دعوت تھی۔ وہ بھی شامل ہوئے۔ وہ کہنے لگے کہ میں یہاں تم لوگوں کی محبت میں نہیں آیا۔ میں تو صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ اس زمانے میں یہ کون سے مسلمان ہیں جنہوں نے اپنی مسجد کے افتتاح پر ایک غیر مسلم اور عیسائی کو بھی بلایا۔ یہاں آ کر یہ دیکھ کر مجھے اور بھی حیرت ہوئی کہ یہاں تو مختلف مذاہب کے لوگ جمع ہیں اور احمدی خود بھی مسلمان ہونے کے باوجود ایسے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہیں جس کی مثال نہیں۔ چھوٹا ہو بڑا ہو، امیر ہو غریب ہو، ہر ایک سے یہ لوگ محبت اور پیار سے پیش آ رہے ہیں۔ اور ایسے تعلقات ہیں اور یہاں ایسے اعلیٰ اخلاق ہیں جن کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے کہ جو کہیں بھی دیکھنے میں نہیں آتا۔ پھر وہ چیف کہنے لگے کہ ایسی مسجدیں اور ایسا اسلام تو وقت کی ضرورت ہے۔ پس انہوں نے کہا کہ میرے تمام شکوک وشبہات جو اسلام کے بارے میں تھے وہ دُور ہو گئے۔ اور پھر انہوں نے مزید کہا کہ آپ نے اس علاقے کو ایک نئی مسجد نہیں دی بلکہ ہمیں ایک نئی زندگی دی ہے۔ زندگی کی اعلیٰ قدروں کے اسلوب سکھائے ہیں۔۔۔‘‘

فرمایا ’’زمانے کے امام کو ماننے کی وجہ سے ہر احمدی کا فرض ہے کہ ایمان کی مضبوطی کے ساتھ سرسبز شاخیں بن جائے۔ سرسبز شاخوں کے خوبصورت پتے بن جائے۔ ان پر لگنے والے خوبصورت پھول اور پھل بن جائے جو دنیا کو نہ صرف خوبصورت نظر آئے بلکہ فیض رساں بھی ہو۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 10 اکتوبر 2014 تا 11 اکتوبر 2014۔ صفحہ 5،6)

تبلیغی رپورٹ۔ عربی ڈیسک جماعت جرمنی

مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب، مربی سلسلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں بذریعہ فون اور SMS زیر تبلیغ احباب سے مستقل رابطہ رہا۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقریباً چار سو سے زائد عربوں میں افطاری اور عید کی مناسبت سے پیکٹ تقسیم کئے گئے۔ تقریباً سو احباب کی مختلف مساجد اور نماز سینٹرز میں افطاری کروائی گئی۔

چار مقامات پر عید میلن پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ جن میں سو سے زائد عرب مہمانوں نے شرکت کی اور یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کے فضل سے جاری ہے۔

سو سے زائد عربوں کی مختلف امور (مثلاً ٹرانسلیشن، ہسپتال لے جانا، مختلف دفاتر تک رسائی اور ترجمانی وغیرہ) میں مدد کی گئی۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک سیرین ڈاکٹر چائیلڈ اسپیشلسٹ نے بیعت کی. انہوں نے خود خاکسار سے رابطہ کیا اور کہنے لگے. کہ میں جلسہ سالانہ جرمنی میں تینوں دن شامل ہوا۔ جلسہ کے ماحول اور جماعتی عقائد نے بہت متاثر کیا اور میں اسی وقت سے احمدیت کا قائل ہو گیا تھا۔ لیکن بیعت نہ کر سکا۔ واپس آ کر اپنے دوستوں کو بھی کہا کہ ہمیں احمدیت قبول کر لینی چاہئے۔ انہوں نے میری مخالفت نہیں کی مگر انہوں نے کہا کہ ہماری فیملیز سیریا سے آ جائیں ہم پھر بیعت کریں گے۔ لیکن میں نے کہا مجھے تو فوراً بیعت کرنی ہے۔ کیونکہ اب احمدیت کے بارہ میں کوئی شک نہیں رہا۔

ایک سیرین ڈاکٹر رمضان کے آخری پانچ دن ہماری مسجد Ried stadt میں اعتکاف بیٹھے. اور عید بھی جماعت کے ساتھ منائی. آخر پر اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ’’میں آپ تمام دوستوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اعتکاف کے ایام میں میری مہمان نوازی کی. میرے لئے یہ بہت اعزاز کی بات ہے کہ میں آپ لوگوں کے ساتھ کچھ عرصہ رہا اور جماعت کی کتب اور عقائد پڑھنے کی توفیق ملی. اور اس روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے کی توفیق ملی. اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ اور اسکے امام کی حفاظت فرمائے. اور ہمیشہ صحت وتندرستی والی زندگی عطا فرمائے‘‘ آمین.

(مکرم حفیظ اللہ بھروانہ صاحب، مربی سلسلہ۔ انچارج عربی ڈیسک جرمنی)

بقیہ صفحہ نمبر 4

احمدیت اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق نہایت درجہ غیرت مند تھے۔ صاحب علم وفضل ہونے کے باوجود آپ نہایت درجہ ہمدرد۔ خلیق اور منسکر المزاج بزرگ تھے۔ نیکی اور سادگی کا پیکر اور ان گنت صفات حمیدہ سے متصف تھے۔ آپ نے اپنے مومنانہ کردار اخلاق، ایثار، استقلال اور تندہی سے خدمت سلسلہ کی ایک نہایت قابل قدر اور قابل رشک مثال قائم کی ہے۔ اپنی زندگی میں حضرت ملک صاحب نے ایک خاص مقصد کو سامنے رکھا اور وہ رسول کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ کو اپنانا تھا۔ اپنی وضع قطع، لباس، رہن سہن، اور بودوباش میں حضورؐ کے نمونے کو سامنے رکھنا اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالنا اپنا نصب العین قرار دیئے رکھا۔ بچپن میں ہی نوجوانوں کے لئے دینداری کا نمونہ بن گئے اور بابا غلام فرید کہلائے۔ آپ نہایت ہی سادہ مزاج انسان تھے۔ آپ کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ بناوٹ اور نمود کو سخت ناپسند کرتے۔ خلوص، ہمدردی، شفقت اور ایثار کے پیکر تھے۔ نئی نسل کو قوم کا ایک نہایت ہی قیمتی سرمایہ خیال کرتے۔ آپ کو نئی نسل کی علمی، اخلاقی، روحانی، جسمانی نشو نما اور ترقی کا خاص خیال تھا۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ حضرت مصلح موعودؓ کی دوررس نگاہ نے 1938ء میں نصرت گرلز ہائی سکول قادیان کے مینیجر اور نگران اعلیٰ کے لئے آپ کا انتخاب کیا۔ آپ ایک عالم باعمل اور خلق خدا کے ہمدرد اور خیر خواہ اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کرنے والے اور حقیقت میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے تھے۔...... پس ایک ایسا وجود ہم سے جدا ہوا ہے۔ ایک تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے اور ان کی جو اولاد ہے اور دوسرے عزیز واقارب جو وہ پیچھے چھوڑ گئے ہیں ان پر بھی رحمت نازل کرتا رہے اور ان کا بھی خاتمہ بالخیر کرے۔ ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے اور ہم دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے وجود کثرت سے جماعت میں پیدا ہوتے رہیں۔ اخلاص کے لحاظ سے بھی۔ علم کے لحاظ سے بھی اور ہر وقت فدائیت کے ساتھ خدمت اسلام کا جو جذبہ ہے اس لحاظ سے بھی اور ہماری علمی میدان کی جو ضرورتیں ہیں اللہ کرے کہ ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں جو ان ضرورتوں کو پورا کرنے والے ہوں‘‘

(مبشرین احمد۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۹۵ تا ۲۹۶)

محترم مولوی مبارک احمد صاحب بنگالی

رحمہ اللہ تعالیٰ

1917ء میں جب حضرت مصلح موعودؓ نے وقف زندگی کی تحریک فرمائی تو جن 63 نوجوانوں نے اپنے نام پیش کئے اُن میں مولوی مبارک علی صاحب بھی تھے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو نائیجیریا جانے کا ارشاد فرمایا۔ اپنے پیارے امام کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے آپ جنوری 1920 میں اپنے خرچ پر لندن پہنچے۔ اِسی دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپ کو انگلستان میں ہی ٹھہرنے اور مبلغ سلسلہ کے ساتھ کام کرنے کی ہدایت فرمائی اور 1922ء میں جرمنی میں مشن کے قیام کا فیصلہ ہوا تو مولوی مبارک علی صاحب بنگالی کو حضورؓ نے ارشاد فرمایا کہ جرمنی کے پایہ تخت برلن پہنچ کر وہاں جماعت کے مشن کا آغاز کریں۔ چنانچہ مولوی صاحب موصوف نے فوراً رخت سفر باندھا اور ستمبر 1922ء میں برلن پہنچ کر اپنی تبلیغی مساعی کا آغاز کر دیا۔

(الفضل قادیان 20 نومبر 1922ء صفحہ اول)

آپ کی کوششوں کو خدا تعالیٰ کے فضل سے اِبتداء میں ہی اِس قدر پھل لگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جرمنی میں فوری طور پر مسجد تعمیر کرنے کا اعلان فرما دیا۔ چنانچہ حضورؓ نے اس مسجد کی تعمیر کے لیے چندہ کی تحریک کرتے ہوئے جماعت کے نام ایک پیغام میں اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی:

"تمام بھائیوں اور بہنوں کو علم ہوگا کہ ہمارے عزیز بھائی ماسٹر مبارک علی صاحب بی اے بی ٹی جو ساڑھے چار سو روپیہ ماہوار کی معقول ملازمت چھوڑ کر تبلیغ اسلام کے لیے لنڈن گئے ہوئے تھے، وہ آجکل جرمن کے پایہ تخت برلن میں ہیں۔ ان کے جرمن جانے کی یہ وجہ ہوئی کہ مجھے مدت سے خیال تھا کہ اس جنگ کے بعد جو قومیں مغلوب ہوں گی، وہ ایسی حالت کو پہنچ جائیں گی کہ ان کو آرام و راحت کا ذریعہ سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کے اَور کچھ نظر نہ آئے گا۔ اور ان میں تبلیغ کرنے کے لیے یہ بہترین وقت ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ثابت ہوا۔ اس کے بعد جنگ کے اثرات کے ماتحت روس میں ایسے تغیرات پیدا ہوگئے کہ اس کا تعلق بقیہ دنیا سے کٹ گیا اور جرمن کے ساتھ اس کے تعلقات مضبوط ہوگئے۔ اس سے میں نے خیال کیا کہ علاوہ اس کے کہ جرمنی اب اسلام کی تعلیم کو سننے کے لیے باقی یورپین قوموں سے زیادہ تیار ہے، اس ملک میں تبلیغ کا مرکز بنانے سے روس میں تبلیغ کا راستہ بھی کھل جائیگا جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست پیشگوئیاں ہیں۔ پس ان خیالات سے متاثر ہو کر اور ضرورت وقت کو محسوس کر کے میں نے ماسٹر مبارک علی صاحبؓ کو جرمن بھیجا تا کہ وہ وہاں کے حالات پر پورے طور پر غور کر کے رپورٹ کریں۔ ان کی رپورٹیں نہایت امید افزا ثابت ہوئی ہیں بلکہ ان کو تو اس ملک میں کامیابی کا اس قدر یقین ہو گیا کہ وہ متواتر مجھے لکھ رہے ہیں کہ وہاں ایک مسجد اور مکان بنوایا جائے"۔

(الفضل قادیان 15 فروری 1923ء صفحہ 11)

تاریخ احمدیت جرمنی سے ایک ورق

قسط دوم

جرمنی میں احمدیت کا آغاز

اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے جرمنی تشریف لانے والے اولین مبلغ سلسلہ

حضرت مولوی مبارک علی خان صاحب بنگالی اور حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ کا تعارف

نوٹ: سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اِرشاد کی تعمیل میں جرمنی میں قائم تدوین تاریخ احمدیت کمیٹی تاریخ مرتب کر رہی ہے۔ اس سلسلہ میں دوسرا ورق قارئین کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ پیش ہے کہ اگر کسی دوست کے علم میں اس بارہ میں مزید معلومات ہوں یا کوئی امر تصحیح طلب ہو تو کمیٹی کو مطلع فرمائیں، قارئین کی آراء ہمارے لیے حوصلہ افزائی کا باعث ہوں گی۔ یہ مضمون مکرم محمد الیاس منیر صاحب، صدر کمیٹی نے مرتب کیا ہے۔ (محمد انیس دیالگڑھی، سیکرٹری کمیٹی)

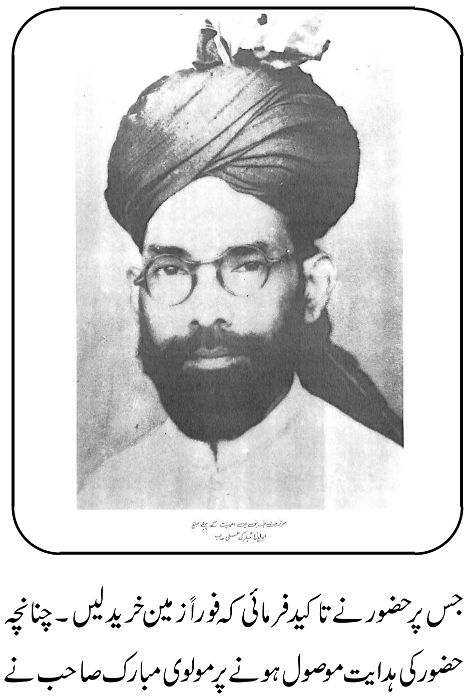

جس پر حضور نے تاکید فرمائی کہ فوراً زمین خرید لیں۔ چنانچہ حضور کی ہدایت موصول ہونے پر مولوی مبارک صاحب نے فوری طور پر برلن شہر میں دو ایکڑ زمین خرید لی اور پھر جلد ہی مسجد کا سنگ بنیاد بھی رکھا گیا مگر سیاسی اور معاشی حالات کی بناء پر تعمیر مسجد کا کام ملتوی کرنا پڑا۔ اس کے بعد 1924ء میں حضور کی ہدایت پر آپ واپس اپنے ملک تشریف لے آئے۔ اس طرح 1920 سے 1924 کا عرصہ آپ نے یورپ میں احمدیت کی تبلیغ اور توسیع کے کام میں صرف کیا۔ آپ کے ساتھ خدا تعالیٰ کے غیر معمولی سلوک کے ضمن میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ جب آپ جرمنی آئے تو ٹی بی جیسا موذی مرض لاحق ہو گیا جس سے سب پریشان ہو گئے مگر اللہ تعالیٰ نے حیرت انگیز طور پر شفا عطا فرمائی۔ جرمنی میں قیام کے دوران آپ کی خدمات اور تبلیغی کاوشوں کا تذکرہ آئندہ ایک الگ قسط میں پیش کیا جائے گا۔

جرمنی سے واپسی پر آپ نے پھر محکمہ تعلیم میں ملازمت جاری رکھی۔ اس دفعہ آپ کی تقرری مغربی بنگال کے ضلع 'مالدہ' میں واقع سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر ہوئی۔ اسی دوران میں برطانوی حکومت نے آپ کی گراں قدر خدمات کو سراہتے ہوئے آپ کو 'خان صاحب' کے لقب سے نوازا۔ آپ 1935ء میں اپنا وطن بوگرا واپس آئے اور ضلع ہائی سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔ جب آپ اپنے علاقہ کے ہائی سکول میں بطور ہیڈ ماسٹر خدمات سرانجام دے رہے تھے، آپ کی نیکی اور بلندیٔ کردار کے بارہ میں ایک غیر از جماعت دوست جناب تجمیل الرحمان صاحب بیان کرتے ہیں:

بوگرا ضلع سکول کے سابق ہیڈ ماسٹر بھاری شخصیت کے حامل مکرم خان صاحب مبارک علی صاحب ......قادیانی مسلک سے تعلّق رکھتے تھے۔ آپ نہایت درجہ کے خدا ترس، وسعت قلبی کے حامل اور انسانیت کے وفادار خادم تھے۔

ہیڈ ماسٹر کی حیثیت سے آپ کی نیک نامی اور مقام کا اندازہ موصوف تجمیل الرحمٰن صاحب کی ہی زبانی اس واقعہ سے واضح ہو جاتا ہے:

ایک روز نویں کلاس کا ایک طالب علم اپنی سونے کی انگوٹھی گنوا بیٹھا۔ انگوٹھی گم ہونے کی خبر ملتے ہی ہیڈ ماسٹر صاحب نے اسمبلی کال کر لی۔ طلباء قطار بند ہو کر کھڑے ہو گئے اور ساتھ ساتھ اساتذہ بھی۔ ہیڈ ماسٹر خان صاحب، مبارک علی صاحب پُروقار انداز میں سامنے آ کر سر اونچا کر کے فرمایا: نویں جماعت سے ایک انگوٹھی چوری ہو گئی ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ باہر کے کسی لڑکے نے یہ چوری نہیں کی۔ طلباء میں سے ہی کسی نے یہ کام کیا ہے۔ میں ہیڈ ماسٹر تمہیں یہ کہتا ہوں کہ آج چھٹی ہونے سے پہلے پہلے یہ گمشدہ انگوٹھی اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر صاحب کے پاس جمع کرانی ہوگی۔ اگر چوری کرنے والے نے انگوٹھی واپس نہ کی تو کل سے میں سکول نہیں آؤں گا کیونکہ جس سکول کے طالب علم چور ہو خان مبارک علی اُس سکول میں ہیڈ ماسٹری نہیں کرتا۔ یہ باتیں طلباء پر کچھ اس طرح اثر انداز ہوئیں کہ اُسی دن چھٹی سے پہلے ہی گمشدہ انگوٹھی اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر کے پاس جمع ہو گئی"

(Souvenir, Bogra Zilla School on the Celebrations of 150 of the school, January 27-28, 2005)

1938 میں آپ نے فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور 1940ء میں اپنی ملازمت سے ریٹائرمنٹ حاصل کی اور اسی سال آپ صوبہ بنگال کے امیر جماعت مقرر ہوئے۔ دینی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ نے سماجی بہبود کا بھی بہت کام کیا ہے۔ بوگرا شہر میں گونگوں اور بہروں کے لئے ایک انسٹیٹیوٹ بنایا ہوا ہے۔ اس کے بانی مبانی آپ ہی ہیں۔ آپ یکم نومبر 1969ء کو اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے اور بوگرا میں مدفون ہوئے۔

(حالات زندگی مولوی مبارک علی خان صاحب
مرتبہ مکرم عبدالاول صاحب، مبلغ انچارج بنگلہ دیش)

حضرت ملک غلام فرید صاحب

رضی اللہ عنہ

سرزمین جرمنی پر قدم رکھنے والے دوسرے ابتدائی مبلغ حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ تھے جو مولوی مبارک علی خاں صاحب کی معاونت کے لئے 18ء دسمبر 1923 کی صبح جرمنی کے دارالحکومت برلن اپنی اہلیہ اور کم سن بیٹے کے ہمراہ پہنچے۔

حضرت ملک صاحب موصوفؓ کنجاہ ضلع گجرات کے ایک بزرگ حضرت ملک نورالدین صاحبؓ کے بڑے بیٹے تھے، آپ کے والد محترم نے 1903ء کے لگ بھگ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کر کے اپنے خاندان میں اولین احمدی ہونے کی سعادت پائی۔ حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ اپنے والد محترم کی بیعت سے قبل 1896ء میں پیدا ہوئے اس طرح سے آپ نے احمدی گھرانہ میں ہی ہوش سنبھالا۔ آپ کے بزرگ والد کو احمدی ہونے کے بعد ہر طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ پوری استقامت کے ساتھ اپنے ایمان پر قائم رہے اور اس میں اس قدر ترقی کی

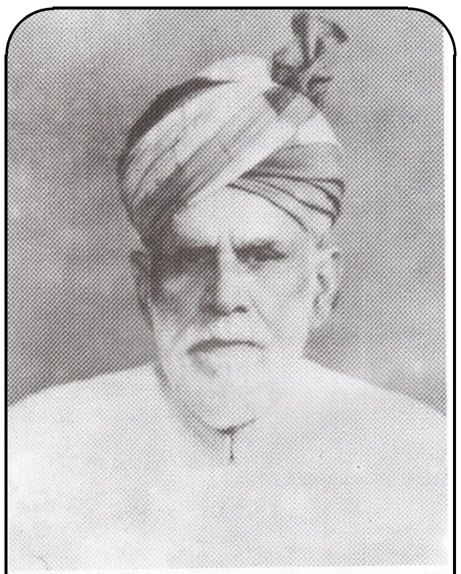

حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ

کہ ایک مرتبہ کسی رشتہ دار نے طعنہ دیا کہ آپ کا بیٹا غلام فرید (معاذ اللہ) احراری ہو گیا ہے تو آپ نے فوراً قادیان اپنے بیٹے کو خط لکھا کہ اب حضورؓ ہی خط لکھ کر تردید کریں گے تو ہی اطمینان ہوگا ورنہ میری نعش ہی قادیان پہنچے گی۔ جب گاؤں میں مخالفت بڑھی اور نوبت بائیکاٹ تک جا پہنچی تو حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ کے مشورے پر آپ قادیان ہجرت کر گئے۔

حضرت ملک صاحب سے متعلق ان کے دادا نے بچپن میں ہی کہا تھا کہ "نوردینا! غلام فرید تیرا لڑکا بہت دیندار ہوگا" چنانچہ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق حضرت ملک غلام فرید صاحبؓ نے اپنی ابتدائی تعلیم کا آغاز تو اپنے گاؤں سے ہی کیا تھا پھر گجرات کے مشن سکول میں بھی کچھ دیر پڑھتے رہے مگر جلد ہی قادیان چلے آئے تو پھر اسی مقدس و مطہر ماحول میں تعلیم پائی۔ آپ اگرچہ اس سے پہلے بھی قادیان حاضر ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور آپ کی تریاقی صحبت سے فیض پاتے رہتے مگر

Vol. 20 Monthly **Akhbar-e-Ahmadiyya** Germany Issue 07

Ahmadiyya Muslim Jamaat, National Shoba Tasneef, Genfer Str.11, 60437 Frankfurt/M, Tel:069-50688652, Email:akhbar.ahmadiyya@hotmail.com

1909ء میں جو مستقل طور پر یہاں رہائش ہوگئی تو مدرسہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام ہائی سکول سے تعلیم پانے کے ساتھ ساتھ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ کی مجالس اور درس القرآن سے خوب مستفیض ہوئے۔ اسی طرح بعض دیگر علمائے سلسلہ سے حدیث پڑھی۔ 1915ء میں میٹرک کرنے کے بعد لاہور چلے آئے اور اسلامیہ کالج میں داخل ہوگئے۔ اسی زمانہ میں یہاں احمدیہ ہوسٹل قائم ہوا اور آپ اس کی انتظامیہ کے ہمیشہ روح رواں رہے۔ آپ نے 1919ء میں بی اے کیا اور پھر انگریزی میں ایم اے کر کے ایک باصلاحیت نوجوان کی حیثیت سے اپنے آپ کو اپنے آقا کی خدمت میں پیش کردیا۔ جس کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ کو بطور مبلغ اسلام جرمنی پہنچنے کا ارشاد ہوا۔ **آپ پہلے مبلغ سلسلہ ہیں جنہیں مع اہل وعیال بیرون ملک بھجوایا گیا۔**

جرمنی میں آپ اپریل 1924ء تک مقیم رہے۔ اس کے بعد آپ کو لندن پہنچ کر خدمت دین بجالانے کا ارشاد ہوا تو آپ لندن چلے گئے جہاں اسی سال مسجد فضل لندن کا افتتاح ہوا اور ملک صاحب مرحوم کو اس مسجد کے اولین مؤذن ہونے کی سعادت ملی۔ یہاں آپ کو جون 1928ء تک بھرپور انداز میں اعلائے کلمہ حق کی توفیق ملی۔

8/جولائی 1928ء کو واپس قادیان پہنچے تو تادمِ وفات قادیان اور تقسیم ملک کے بعد لاہور اور ربوہ میں گراں قدر خدمت دین کی توفیق نصیب ہوئی۔ آپ کی ان دینی خدمات کو تین مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ میدان تبلیغ میں آپ کی خدمات

۲۔ متفرق خدمات

۳۔ قلمی خدمات

جہاں تک آپ کی میدان تبلیغ میں خدمات کا تعلق ہے تو یہ دسمبر 1923ء سے جولائی 1928ء پر پھیلا ہوا ہے۔ اس دوران میں آپ نے جرمنی اور انگلستان میں نہایت شاندار دینی خدمات سرانجام دیں۔ جب آپ کو جرمنی آنے کا ارشاد ہوا تو روانگی سے کچھ دن قبل آپ نے رویا میں دیکھا کہ آپ مسجد نور قادیان میں ہیں۔ وہاں دوستوں کے حلقہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ بھی تشریف فرما ہیں۔ آپ نے سورہ یوسف نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی اور اس کی تشریح تفصیل کے ساتھ بیان کی۔ اُس موقع پر آپ کے ایک رشتہ دار مکرم فیض الحق خان صاحب (فیض اللہ چکوی) نے کہا کہ بابا صاحب! آپ جرمنی جاتے ہیں وہاں کے لوگ تو بڑے فیشن ایبل ہیں۔ آپ کا قرآن پرانا ہے، وہ اس کو ناپسند کریں گے۔ آپ نے رویا میں ہی انہیں جواب دیا کہ میں نے جو قرآن کریم جرمنی کے لئے خوبصورت جلد بنوا رکھا ہے وہ جرمنوں کو حیران کردے گا۔ قارئین کرام! یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ یہ رؤیا حیرت انگیز طور پر پوری ہوئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا جرمن ترجمہ قرآن پورے ملک میں غیر معمولی طور پر مقبول ہوا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں طبع ہوکر جرمن لوگوں کے ہاتھوں قیمتاً فروخت ہونے والا ہمارا یہ واحد ترجمہ قرآن ہے۔

جرمنی کے لئے سفر کے دوران اٹلی کی بندرگاہ پر بحری جہاز رکا تو آپ **شلوار قمیض اور پگڑی پہنے ہوئے سیر کے لئے باہر نکلے۔ بہت سارے لوگ آپ کی اہلیہ کو پردہ میں دیکھ کر آپ کے اردگرد جمع ہوجاتے تھے۔** ایک پادری آپ سے کہنے لگا کہ لوگ پوچھتے ہیں کہ جس طرح یہ (ملک صاحب) اپنی بیوی کو پردہ میں رکھتا ہے کیا یورپ میں اسی پردہ کی تبلیغ کرے گا۔ یورپ کی عورتیں اس پردہ میں نہیں رہ سکتیں۔ آپ نے پادری صاحب کو جواب دیا کہ یورپ کے خدا کا حکم ہے کہ عورتیں پردہ کریں۔ میرا کام تو خدا کی باتوں کو ان تک پہنچانا ہے۔ آگے ان کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے

جب آپ بخیریت مؤرخہ 18 دسمبر کو صبح دس بجے برلن پہنچے تو اس وقت برلن میں موجود مبلغ سلسلہ مولوی مبارک صاحب اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے اسٹیشن پر نہ آسکے تھے۔ اس کا ذکر حضرت ملک صاحب نے یوں کیا ہے کہ آپ کو کوئی

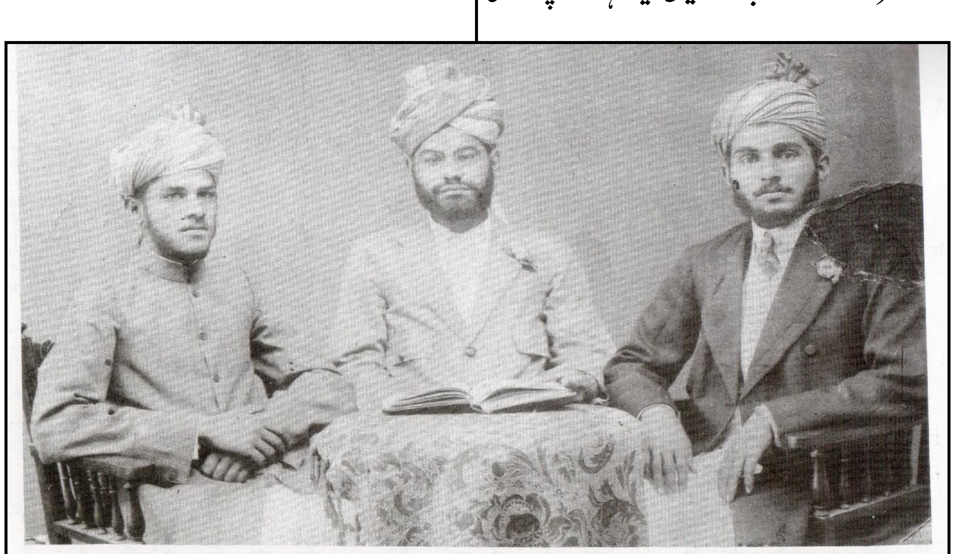

احمدیہ ہوسٹل لاہور (1915ء)

نواب محمد عبداللہ خان صاحب، رئیس مالیر کوٹلہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب، ایم۔ اے ملک غلام فرید صاحب ایم۔ اے (انگلش

تکلیف اور پریشانی نہ ہوئی کیونکہ آپ کا اس بات پر کامل یقین تھا کہ جو خدا ہزاروں میلوں سے آپ کو یہاں لے آیا ہے وہ مولوی صاحب کے پاس بھی پہنچادے گا چنانچہ نصف گھنٹہ میں مولوی صاحب کے مکان پر جاپہنچے۔

جرمنی میں قریباً سوا سال تک خدمت دین سرانجام دینے کے بعد سیاسی اور معاشی حالات خراب ہونے کی وجہ سے 1924ء میں آپ حسب ارشاد انگلستان چلے گئے جہاں پوری تندہی کے ساتھ تبلیغی فرائض سرانجام دیئے اور کئی اہم قیمتی لیکچر ''اسلام کے مختلف موضوعات'' پر مختلف مقامات پر دیئے۔ آپ کے مضامین بھی وقتاً فوقتاً لندن کے مقامی اخبارات میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ 1928ء میں قادیان واپسی پر آپ کے اعزاز میں ایک استقبالیہ پیش کیا گیا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ نے آپ کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا:

''جب تک ہماری جماعت اُن لوگوں کی قدر کرتی رہے گی جو دین کی خاطر قربانیاں کرتے ہیں۔ اس وقت تک اس کا کام ترقی کرتا جائے گا اور نتیجہ خیز اور بابرکت ہوگا کیونکہ قربانی اپنی ذات میں ایک نعمت الٰہی ہے...... اور نعمت کے متعلق اللہ فرماتا ہے لئن شکرتم لازیدنکم۔ پس جب تک ہماری جماعت میں یہ احساس رہے گا کہ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ سلسلہ کی خدمت کی توفیق دے ان کی قدر کریں، سلسلہ ترقی کرتا جائے گا اور جب یہ قدر مٹ جائے گی یہ نعمت بھی چھن جائے گی۔ پس قومی ترقی کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان لوگوں کے کام کی قدر کی جائے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کا موقعہ دیا''

(مبشرین احمد، مرتبہ ملک صلاح الدین صاحب۔ جلد اوّل صفحہ ۱۸۸ تا ۱۹۰)

اکتوبر 1928ء میں ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق بنگال کے دورہ پر گئے۔ جہاں آپ نے وہاں نہرو رپورٹ کے خلاف حضور کے تحریر کردہ دلائل کو اپنی زبان میں پیش کیا۔ آپ کے وہ لیکچر بہت ہی مقبول ہوئے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ یہ دلائل کہاں سے سیکھے؟ تو آپ نے جواب دیا:

''یہ دلائل تو احمدیہ جماعت کے امام کے دیئے ہوئے ہیں۔ میں تو ان کا ایک خادم ہوں''

(مبشرین احمد۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۲۰۵۔۲۰۶)

حضرت ملک صاحب مرحوم کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ سے جاری ماہوار انگریزی ریویو آف ریلیجنز اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاری فرمودہ پندرہ روزہ انگریزی اخبار (سن رائز SUNRISE) میں بطور ایڈیٹر خدمات سرانجام کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

تقسیم ملک کے بعد ترجمۃ القرآن بورڈ کے سب سے سینئر ممبر حضرت مولانا شیر علی صاحب ؓ کا انتقال لاہور میں 13 نومبر 1947ء کو ہوگیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ؓ لاہور آتے ہی حفاظت مرکز کے کاموں میں ایسے مصروف ہوئے کہ انہیں دن رات کسی لمحہ بھی فرصت نہ ملتی۔ حضرت ملک غلام فرید صاحب 8 ٹیمپل روڈ لاہور کوٹھی میں آباد ہوئے اور ترجمہ قرآن مجید کا دفتر جودھامل بلڈنگ میں بنایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ کی ذاتی نگرانی میں دوسری جلد کی تیاری کا کام شروع ہوگیا۔ اب اس عظیم الشان اور نہایت ہی مشکل کام کا سارا بار صرف حضرت ملک غلام فرید صاحب کے کندھوں پر آپڑا اور حضور نے بھی آپ سے فرمایا کہ

''اب صرف آپ ہی کلیتًا میرے سامنے ترجمۃ القرآن کے تمام کام کے جوابدہ اور ذمہ دار ہیں اور مجھے اُمید ہے کہ آپ اپنی ذمہ داری کو پورے طور پر محسوس کرتے ہوئے اس کام کو جلد سے جلد ختم کرنے کی کوشش فرمائیں گے۔ جو بے حد ضروری اور نہایت اہم ہے۔''

اگرچہ مشکلات بے حد تھیں اور اکیلے شخص سے اس عظیم الشان کام کا سرانجام پانا بظاہر ناممکن نظر آ رہا تھا۔ مگر حضرت ملک غلام فرید صاحب نے اس پیرانہ سالی اور مختلف عوارض میں مبتلا ہونے کے باوجود اس خالص مذہبی خدمت کو بجالانے کا عزم بالجزم کرلیا اور ہمہ تن اس کام میں منہمک ہوگئے اور شب و روز کی محنت کے بعد 1949ء میں دوسری جلد سورۃ یونس تا سورۃ کہف مرتب ہوئی۔ ان ایام میں حضرت ملک صاحب کو اس بارے میں چار قسم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا پڑتا تھا۔

ا: ترتیب وتدوین جس میں بے انتہا محنت کرنی پڑتی تھی۔

۲: پروف ریڈنگ جو کئی مرتبہ بڑی احتیاط کے ساتھ کرنی پڑتی تھی۔

۳: طباعت کی نگرانی جو بڑی ہی بھاگ دوڑ اور بھاری تکلیف کا کام تھا۔

۴: قرآن کریم کی فروخت اور تقسیم کی نگرانی جو بڑے جھمیلے کا کام تھا۔

ظاہر ہے کہ اکیلے ملک صاحب کے لئے ان چاروں کاموں کی سرانجام دہی کس قدر دردسری کا باعث تھی۔ لیکن آپ نے ان ایام میں بڑے ہی استقلال اور مستعدی اور محنت کے ساتھ تمام کاموں کو سرانجام دیا اور قطعاً کسی قسم کی شکایت نہیں کی۔ 1963 تک مسلسل محنت اور مساعی کے بعد آخرکار پانچ جلدوں پر مشتمل انگریزی تفسیر مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ جسے بالآخر 1969 میں آپ نے ایک جلد میں مرتب کیا۔ اور تمام حواشی کا خلاصہ درج کرکے عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا۔

آپ ایک لمبا عرصہ مقبول خدمت دینیہ بجالانے کے بعد مؤرخہ 7 جنوری 1977ء بروز جمۃ المبارک 79 سال کی عمر میں لاہور میں رحلت فرما کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ؒ نے آپ کی وفات پر خطبہ جمعہ میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرمایا:

''آپ کو حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت اقدسؑ کے خاندان سے گہرا انس تھا۔ آپ

بقیہ صفحہ نمبر 2